بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر روشن دین تنویر

بدور پنجشنبہ

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۵/۲۰ | ۱۷ ارنبوت ۱۳۴۵ ہش ۳ شعبان ۱۳۸۶ھ ۱۷ ر نومبر ۱۹۶۶ء | نمبر ۲۶۷

اخبار احمدیہ

○ ربوہ ۱۶ ر نومبر ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ آجکل محمد آباد اسٹیٹ (ضلع تھرپارکر) تشریف لے گئے ہوئے ہیں ۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور سفر کے بابرکت اور مثمر ثمرات ہونے کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں ۔

○ ربوہ ۱۶ ر نومبر ۔ محترم نیک محمد خان صاحب غزنوی عرصہ سے بوجہ اعصابی کمزوری بیمار ہیں ۔ پرسوں صبح سے نمونیہ کی تکلیف بھی ہو گئی ہے ۔ رات ٹمپریچر ۱۰۴ تھا ۔ صبح ۲½ بجے تقریباً ۱۰۲ تھا ۔ سانس کی تکلیف بھی ہے ۔ آکسیجن مسلسل دی جا رہی ہے کمزوری بہت زیادہ ہے ۔ تقریباً بے ہوشی کی سی حالت ہے ۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم خان صاحب موصوف کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے ۔ آمین ۔

○ لاہور ۱۵ ر نومبر ۔ محترم مولانا شیخ عبد القادر صاحب مربی سلسلہ کے متعلق فون پر اطلاع ملی ہے کہ حالت تا حال بہت تشویشناک ہے ۔ کل بخار ۱۰۵ درجہ تھا ۔ اب ۱۰۱ ہے ۔ گزشتہ رات ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب اور ڈاکٹر شفیق صاحب نے محترم شیخ صاحب کے چار خراب دانت نکالے تھے ۔ ہو سکتا ہے بخار اس وجہ سے ہوا ہو ۔ بے چینی بہت زیادہ ہے ۔ پرسوں رات سے بیہوش ہیں ۔ درمیان میں معمولی سا ہوش آیا تھا ۔ اور پھر بے ہوشی طاری ہو گئی جو مسلسل چل رہی ہے ۔ احباب جماعت خاص توجہ اور درد و الحاح سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم شیخ صاحب موصوف کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے ۔ آمین

○ ربوہ ۱۶ ر نومبر ۔ مکرم قریشی محمد افضل صاحب آئیوری کوسٹ میں ساڑھے تین سال تک فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے بعد کل شام چناب ایکسپریس کے ذریعہ ربوہ واپس تشریف لائے ۔ اہل ربوہ نے بہت کثیر تعداد میں ریلوے سٹیشن پر پہنچ کر آپ کو نہایت پُرخلوص طور پر خوش آمدید کہا ۔ امیر مقامی محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل اور محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر بھی آپ کے استقبال کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے ۔ احباب نے مکرم قریشی صاحب کو بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے اور کامیاب مراجعت پر ان کی خدمت میں مبارکباد پیش کی ۔

خدام الاحمدیہ ربوہ کا ماہانہ اجلاس

خدام الاحمدیہ ربوہ کا سالِ نو کا پہلا ماہانہ اجلاس آج مورخہ ۱۶ ر نومبر بروز بدھ بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں منعقد ہو گا جس میں صدر صاحب مجلس مرکزیہ محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خدام سے خطاب فرمائیں گے ۔ ربوہ کے تمام خدام سے شمولیت کی درخواست ہے ۔ (مہتمم مقامی)

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بار بار قرآن کو پڑھو اور بُرے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ

پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے ان بدیوں سے بچنے کی کوشش کرو

”جن لوگوں کو شربت کافوری پلا دیا جاتا ہے ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ ان کے دل میں بدی کی تحریک ہی پیدا نہیں ہوتی بلکہ دل بُرے کاموں سے بیزار اور متنفر ہو جاتا ہے ۔ گناہ کی تمام تحریکوں کے مواد دبا دیئے جاتے ہیں ۔ یہ بات خدا تعالیٰ کے فضل کے سوا میسر نہیں آتی ۔ جب انسان دُعا اور عقد ہمت سے خدا تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرتا ہے اور اپنے نفس کے جذبات پر غالب آنے کی سعی کرتا ہے تو پھر یہ سب باتیں فضلِ الٰہی کو کھینچ لیتی ہیں اور اسے کافوری جام پلایا جاتا ہے ۔ جو لوگ اس قسم کی تبدیلی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں زمرۂ ابدال میں داخل فرماتا ہے اور یہی تبدیلی ہے جو ابدال کی حقیقت کو ظاہر کرتی ہے ۔

یہ بھی عموماً دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے جب اس قسم کی باتوں کو سنتے ہیں تو ان کے دل متاثر ہو جاتے ہیں اور وہ اچھا بھی سمجھتے ہیں ۔ لیکن جب اس مجلس سے الگ ہوتے ہیں اور اپنے احباب اور دوستوں سے ملتے ہیں تو پھر وہی زنگ ان میں آجاتا ہے اور ان سُنی ہوئی باتوں کو یکدم بھول جاتے ہیں اور وہی پہلا طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں ۔ اس سے بچنا چاہیئے ۔ جن صحبتوں اور مجلسوں میں ایسی باتیں پیدا ہوں ان سے الگ ہو جانا ضروری ہے اور ساتھ ہی یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ ان تمام بُری باتوں کے اجزا کا علم ہو کیونکہ طلب شے کے لئے علم کا ہونا سب سے اوّل ضروری ہے ۔ جب تک کسی چیز کا علم نہ ہو اسے حاصل کیونکر کر سکتے ہیں ؟ قرآن شریف نے بار بار تفصیل دی ہے ۔ پس بار بار قرآن شریف کو پڑھو اور تمہیں چاہیئے کہ بُرے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو ۔ یہ تقویٰ کا پہلا مرحلہ ہو گا ۔ جب تم ایسی سعی کرو گے تو اللہ تعالیٰ پھر تمہیں توفیق دے گا اور وہ کافوری شربت تمہیں دیا جاوے گا جس سے تمہارے گناہ کے جذبات بالکل سرد ہو جائیں گے ۔ اس کے بعد نیکیاں ہی سرزد ہوں گی ۔“

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۷۵-۳۷۶)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۶۶ء

جماعت احمدیہ کی ذمہ داری

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"آج اس زمانہ میں ہر ایک جگہ تلاش کر لو تو یہی پتہ ملے گا کہ گویا سچا تقویٰ اٹھ گیا ہوا ہے اور سچا ایمان بالکل نہیں ہے۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور ہے کہ ان کے سچے تقویٰ اور ایمان کا تخم ہرگز ضائع نہ کرے۔ جب دیکھتا ہے کہ اب فصل بالکل تباہ ہونے پر آتی ہے تو اور فصل پیدا کر دیتا ہے۔

وہی تازہ بتازہ قرآن موجود ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کہا تھا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ بہت سا حصہ حدیث کا بھی موجود ہے اور برکات بھی ہیں مگر دلوں میں ایمان اور عملی حالت بالکل نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اسی لئے مبعوث کیا ہے۔ کہ یہ باتیں پھر پیدا ہوں۔ خدا نے جب دیکھا کہ میدان خالی ہے تو اس کی الوہیت کے تقاضا نے ہرگز پسند نہ کیا کہ یہ میدان خالی رہے۔ اور لوگ ایسے ہی دور رہیں۔ اس لئے اب ان کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ ایک نئی قوم زندوں کی پیدا کرنا چاہتا ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۹۵)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کا مقصد اپنی تصنیفات اور تقاریر و تحاریر میں بڑی وضاحت سے بتایا ہے۔ آپ نے اپنی بعثت کی غرض یہ بتائی ہے کہ اس زمانہ میں نیکی مفقود ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نیکی کو دنیا میں از سر نو قائم کرنا چاہتا ہے۔ آج تمام سنجیدہ لوگ دنیا کے موجودہ حالات سے غیر مطمئن ہیں۔ اسلام آزادی کا حامی ہے۔ اسلام کا تصور آزادی یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے افعال کا ایک حد تک مختار بنایا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنا دین اختیار کرنے میں آزاد ہے۔ حق اختیار کرنے کے راستہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیئے۔ لیکن گو آج کی دنیوی ترقی آزادی خیال و ضمیر ہی کی مرہون منت ہے تاہم لوگوں نے آزادی کے استعمال میں مبالغہ اختیار کر لیا ہے۔ آزادی کے معنی مادر پدر آزادی نہیں ہے۔ جس طرح ایک بچہ ویسے تو ہر طرح سے آزاد ہے کہ جو چاہے کرے مگر بچے کے والدین اس کو ایسی حرکات سے روکتے ہیں۔ جو اس کی ہلاکت کا باعث بنتی ہیں۔ مثلاً وہ اس کو آگ میں ہاتھ نہیں ڈالنے دیں گے۔ والدین کا یہ فعل اگرچہ ایک طرح سے بچہ کی آزادی میں روک ہے۔ تاہم یہ حقیقی آزادی کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ ایک بچہ اپنی آزادی کو خداداد عقل سے استعمال نہیں کرتا اس لئے اس کی راہنمائی ضروری ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو ایک حد تک خود مختار بنایا ہے تو ساتھ ہی اس کو اچھے برے کی شناخت کے لئے ضمیر اور عقل بھی عطا کی ہے۔ تاکہ وہ اپنی خود مختاری سے خود ہی اپنی ہلاکت کا سامان پیدا نہ کرے۔ آج مغربی افق سے آزادی کی جو شعاعیں دنیا پر پڑ رہی ہیں۔ بسا اوقات دنیا اس آزادی کو اپنی ضمیر اور عقل کی راہنمائی میں استعمال نہیں کر رہی ہے۔ جہاں تک ضمیر اور عقل سے کام لیا گیا ہے۔ دنیا نے بڑی حد تک مادی ترقی کر لی ہے۔ مگر اس ترقی کے ساتھ ساتھ آزادی میں بے احتیاطی کی وجہ سے بے اعتدالی بھی بڑھتی گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ دنیا پر نیکی کی بجائے بدی زیادہ حاوی ہو گئی ہے۔ اور اب شاید اکثریت ان لوگوں کی ہو گئی ہے۔ جو انسانی خود مختاری کا استعمال بے اعتدالی سے کر رہے ہیں۔ اس طرح دنیا کی فضا خراب ہو گئی ہے اور حالت یہ ہو گئی ہے کہ سنجیدہ لوگ آزادی سے ہی متنفر ہو گئے ہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا اس طرف توجہ دلائی ہے۔ اسی جگہ پہلے آپ فرماتے ہیں:-

"ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اس پرآشوب زمانہ میں جبکہ ہر طرف ضلالت غفلت اور گمراہی کی ہوا چل رہی ہے تقویٰ اختیار کریں۔ دنیا کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی عظمت نہیں ہے حقوق اور وصایا کی پروا نہیں ہے۔ دنیا اور اس کے کاموں میں حد سے زیادہ انہماک ہے۔ ذرا سا نقصان دنیا کا ہوتا دیکھ کر دین کے حصہ کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ یہ سب باتیں مقدمہ بازیوں اور شرکاء کے ساتھ تقسیم حصہ میں دیکھی جاتی ہیں۔ لالچ کی نیت سے ایک دوسرے سے پیش آتے ہیں۔ نفسانی جذبات کے مقابلہ میں بہت کمزور واقع ہوئے ہیں۔ اس وقت تک کہ خدا نے ان کو کمزور کر رکھا ہے گناہ کی جرأت نہیں کرتے۔ مگر جب ذرا کمزوری رفع ہوئی اور گناہ کا موقعہ ملا تو جھٹ اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۹۵)

الغرض آج دنیا کی وہی حالت ہے جس طرح اس بچہ کی ہوتی ہے جو ناسمجھی کی وجہ سے آگ میں ہاتھ ڈال دیتا ہے اور اپنی ہلاکت کا سامان کرتا ہے۔ اس لئے جس طرح تجربہ کار والدین بچہ کو آگ میں ہاتھ ڈالنے سے روکتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی زمانہ میں جب دنیا کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے فرستادہ بھیجتا ہے۔ جو دنیا کو متنبہ کرتا ہے کہ آگ میں ہاتھ ڈالو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرستادہ کو ایک جماعت دیتا ہے۔ جو الٰہی جماعت کہلاتی ہے جس کو نبی اللہ تعلیم و تربیت دے کر دنیا کے سامنے نمونہ قائم کرنے کے لئے تیار کرتا ہے۔ یہ الٰہی جماعت دنیا کو اپنے نمونہ سے انسانی خود مختاری کا صحیح استعمال سکھاتی ہے۔ اور بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اختیار انسان کو دیا ہے۔ اس کو اگر جادۂ دانش اصولوں کے مطابق استعمال کیا جائیگا تو یہ آزادی رحمت بن جاتی ہے۔ اور اگر غلط استعمال کیا جائے گا۔ تو یہی تباہی کا باعث بن جاتی ہے۔ الغرض انبیاء علیہم السلام اور ان کی جماعتیں نوع انسان کے لئے والدین کی جگہ ہوتی ہیں۔ جو نادان بچے کو آزادی کے غلط استعمال سے بچاتی ہیں۔ اور ان کی صراط مستقیم پر راہنمائی کرتی ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی مطلب ان الفاظ سے ہے کہ

"خدا تعالیٰ نے مجھے اسی لئے مبعوث کیا ہے کہ یہ باتیں پھر پیدا ہوں خدا نے جب دیکھا کہ میدان خالی ہے تو اس کی الوہیت کے تقاضا نے ہرگز پسند نہ کیا کہ یہ میدان خالی رہے۔ اور لوگ ایسے ہی دور رہیں۔ اس لئے اب ان کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ ایک نئی قوم زندوں کی پیدا کرنا چاہتا ہے۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۹۵)

اس سے واضح ہے کہ جماعت احمدیہ کی ذمہ داری کیا ہے۔ اس کی ذمہ داری صرف یہی نہیں ہے کہ وہ صرف اپنی نجات کی ہی فکر کرے۔ بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے کھڑا کیا ہے۔ کہ دنیا سے اس رجحان کو ختم کرے جو وہ خود مختاری کی آزادی کو غلط استعمال کر کے پیدا کر لیا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ یہ تسلی بخش وعدہ ناصرت میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا۔ مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہی الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدہ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے تو یاد رکھو اور دل سے سن لو۔ میں پھر ایک بار ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر نہ صرف میری ذات تک بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسان کامل کی ذات پہنچایا ہے۔ جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ میں تو کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں

(باقی دیکھیں صفحہ پر)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج و اسراء

(مکرم مولوی رشید احمد صاحب چغتائی سابق مبلغ بلادِ عربیہ)

(۴)

معراج جسمانی تھا یا روحانی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج اسی جسم خاکی کے ساتھ تھا یا روحانی رنگ میں کسی اور صورت میں تھا۔ اس بارہ میں جمہور مسلمانوں کا اعتقاد کیا ہے اور جماعت احمدیہ اسے کس رنگ میں مانتی ہے؟ اس کے لئے درج ذیل اقتباسات کا مطالعہ کافی ہوگا۔

عام مسلمانوں کا عقیدہ

مولانا شبیر احمد عثمانی سابق صدر جمعیت علماء پاکستان سورۃ بنی اسرائیل کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

۱۔ "جمہور سلف و خلف کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور پُر نور کو حالتِ بیداری میں بجسدہٖ الشریف معراج ہوئی۔ صرف دو تین صحابہ و تابعین سے منقول ہے کہ واقعہ اسراء و معراج کو منام (نیند) کی حالت بطور ایک عجیب و غریب خواب مانتے تھے۔ چنانچہ اسی سورۃ میں آگے چل کر جو لفظ وما جعلنا الرّؤیا الّتی اریناک الخ آتا ہے اس سے یہ حضرات استدلال کرتے ہیں۔"

(حاشیہ سورۃ بنی اسرائیل بر قرآن مجید مطبوعہ مدینہ پریس بجنور)

علامہ زمخشری تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں:۔

۲۔ "واختلف فی انّہٗ کان فی الیقظۃ ام فی المنام" کہ اس بارہ میں اختلاف ہے کہ معراج بیداری کی حالت میں ہوا تھا یا سوتے ہوئے۔

(تفسیر کشاف جلد اوّل تفسیر سورۃ بنی اسرائیل مطبوعہ مصر ۳۵۵)

مولانا سید سلیمان ندوی اپنی تالیف سیرت النبیؐ میں اس ضمن میں بحث کے دوران مختلف قسم کی روایات کا تذکرہ کرتے ہوئے۔ اس طبقہ کی روایات جو معراج کو کشفی اور روحانی مانتے ہیں درج کرکے لکھتے ہیں:۔

"تاہم ان روایتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ معراج کو رؤیا کہنا قرنِ اوّل میں متعارف تھا" نیز یہ کہ "جو لوگ اس کو بیداری کا واقعہ سمجھتے ہیں وہ قرآن مجید کے کسی نص یا حدیث کے کسی صحیح متن سے اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش نہیں کرتے بلکہ وہ زیادہ تر عقلی استدلال کا پہلو اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ ابن جریر طبری سے لے کر امام رازی تک سب نے یہی کیا ہے۔"

(سیرت النبیؐ جلد سوم صفحہ ۲۹۷ از سید سلیمان ندوی)

جماعتِ احمدیہ کا عقیدہ

ہماری جماعت معراجِ نبویؐ کو کس رنگ میں مانتی ہے؟ یہ امر بانیؑ جماعتِ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جنہیں اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں مسلمانوں میں پیدا شدہ غلطیوں کی اصلاح کے لئے حَکم و عَدل بنا کر مبعوث فرمایا۔ کی (اختصار کے پیشِ نظر بطور نمونہ) مندرجہ ذیل تحریرات سے واضح ہوجاتا ہے۔

حضورؑ نے ۲۶ مئی ۱۹۰۶ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر منجملہ دیگر امور معراج کے بارہ میں فرمایا:۔

۱۔ "ایسا ہی ایک اور غلطی جو مسلمانوں کے درمیان پڑ گئی ہوئی ہے وہ معراج کے متعلق ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تھا مگر اس میں جو بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ صرف ایک معمولی خواب تھا سو یہ عقیدہ غلط ہے اور جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ معراج میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسی جسدِ عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے سو یہ عقیدہ بھی غلط ہے بلکہ اصل بات اور صحیح عقیدہ یہ ہے کہ معراج کشفی رنگ میں ایک نورانی وجود کے ساتھ ہوا تھا۔ وہ ایک وجود تھا مگر نورانی اور ایک بیداری مگر کشفی اور نورانی جس کو اس دنیا کے لوگ نہیں سمجھ سکتے مگر وہی جن پر وہ کیفیت طاری ہوئی ہو۔ ورنہ ظاہری جسم اور ظاہری بیداری کے ساتھ آسمان پر جانے کے واسطے تو خود یہودیوں نے معجزہ طلب کیا تھا جس کے جواب میں قرآن شریف میں کہا گیا تھا قل سبحان ربّی ھل کنت الّا بشرًا رسولا۔ کہدے میرا رب پاک ہے میں تو ایک انسان رسول ہوں۔ انسان اس طرح اُڑ کر کبھی آسمان پر نہیں جاتے یہی سنّتُ اللہ قدیم سے جاری ہے۔"

(از رسالہ "احمدی اور غیر احمدی میں فرق" مؤلفہ بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ صفحہ ۲۹۔۳۰ طبع ۱۹۳۷ء)

۲۔ "سیرِ معراج اس جسمِ کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلےٰ درجہ کا کشف تھا جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہئیے۔ ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک نوری جسم کے ساتھ حسبِ استعداد نفس ناطقہ اپنے کے آسمانوں کی سیر کرسکتا ہے پس چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نفسِ ناطقہ کی اعلےٰ درجہ کی استعداد تھی اور انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ اپنی معراجی سیر میں معمورۂ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو عرشِ عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے پہنچ گئے سو درحقیقت یہ سیر کشفی تھی جو بیداری سے اشد درجہ پر مشابہ ہے۔ بلکہ ایک قسم کی بیداری ہی ہے۔ میں اس کا نام خواب ہرگز نہیں رکھتا اور نہ کشف کے ادنیٰ درجوں میں سے اس کو سمجھتا ہوں۔ بلکہ یہ کشف کا بزرگ ترین مقام ہے جو درحقیقت بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفیٰ اور اجلیٰ ہوتی ہے اور اس قسم کے کشفوں میں مولف خود صاحبِ تجربہ ہے۔"

(از کتاب "ازالہ اوہام" مولفہ بانی جماعتِ احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۲۲ حاشیہ طبع قادیان بار پنجم سنہ ۱۹۲۹ء)

۳۔ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رفع جسمی کے بارہ میں یعنی اس بارہ میں کہ وہ جسم کے سمیت شب معراج میں آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے۔۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو تسلیم نہیں کرتیں اور کہتی ہیں کہ وہ ایک رؤیائے صالحہ تھی۔۔۔"

(ایضاً صفحہ ۱۲۱)

۴۔ "معراج کے لئے رات اس لئے مقرر کی گئی ہے کہ معراج کشف کی قسم تھا اور کشف اور خواب کے لئے رات موزوں ہے۔ اگر یہ بیداری کا معاملہ ہوتا تو دن موزوں ہوتا۔"

(از کتاب "تحفہ گولڑویہ" مولفہ بانی جماعتِ احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۲۰۹ حاشیہ ایڈیشن ۱۹۵۱ء)

۵۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ "اور اگر یہ کہو کہ مسیح موعود تو وہ ہے جو آسمان سے اُترتا دکھا جاوے گا۔" اپنی کتاب "اربعین" میں اس مقام پر حاشیہ میں یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ:۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں کسی نے نہ چڑھتا دیکھا اور نہ اُترتا دیکھا تو پھر کیا ان لوگوں کا فرضی مسیح (یعنی اپنے زعم میں امتِ محمدیہ میں اس جسم کے ساتھ آسمان سے اُترنے والا فرضی مسیح۔ ناقل) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل تھا۔"

(از کتاب "اربعین" نمبر ۲ صفحہ ۲۳ حاشیہ)

۶۔ "درحقیقت معراج ایک کشف تھا جو بڑا عظیم الشان اور صاف کشف تھا اور اتم اور اکمل تھا۔ کشف میں اس جسم کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ کشف میں جو جسم دیا جاتا ہے اس میں کسی قسم کا حجاب نہیں ہوتا بلکہ بڑی بڑی طاقتیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں اور آپ کو اس جسم کے ساتھ جو بڑی طاقتوں والا ہوتا ہے معراج ہوا۔"

(فتاویٰ مسیح موعودؑ صفحہ ۲۲۸)

معراج و اسراء کے روحانی اور کشفی ہونے پر قرآنی تصریحات و دیگر ثبوت

غرضیکہ یہ بات کہ آنحضرت صلعم کے ان سفروں کو اور ان میں حضورؐ کے مشاہدات کو ظاہری رنگ میں سمجھا جائے جو گویا اس مادی جسم کے ساتھ وقوع پذیر ہوئے ہرگز درست نہیں۔ بلکہ یہ خالصۃً روحانی اور کشفی تھے جن پر قرآنی تصریحات، احادیث اور بزرگانِ سلف کا مسلک اور ان کی شہادتیں بھی مزید فائدہ کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہیں:۔

پہلا ثبوت:۔ معراج کے متعلق جو بیان سورۃ نجم میں سے اوپر درج کیا جا چکا ہے اس میں یہ الفاظ قارئین پڑھ چکے ہیں کہ "ماکذب الفؤاد ما رأی" یعنی اس موقع پر جو کچھ آنحضرتؐ کے دل نے دیکھا وہ بالکل ٹھیک ٹھاک اور سچ تھا۔ اس میں کسی قسم کا جھوٹ نہیں۔ اور آپؐ کے قلبِ صافی نے اس نظارہ کے دیکھنے اور سمجھنے میں کوئی غلطی نہیں کی۔ اس قرآنی تصریح سے صاف ثابت ہے کہ یہ دل کی آنکھوں کا نظارہ تھا نہ کہ ایک ظاہری اور مادی سفر۔

دوسرا ثبوت:۔ واقعہ اسراء جس کا ذکر سورۃ بنی اسرائیل کی ابتدائی آیات میں ہے اسے بھی اِسی سورۃ کے چھٹے رکوع کی آیت "وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃً للناس" ایسی واضح قرآنی تصریح کے ساتھ رؤیا فرما کر کشفی اور ایک روحانی سفر ہی قرار دیا گیا ہے۔

اس جگہ خیال رہے کہ یہاں رؤیا سے عام رؤیا و خواب مُراد نہیں بلکہ اعلےٰ اور اتم درجہ کا روحانی کشف مُراد ہے۔ انبیاء کے رؤیا کو بھی اردو محاورہ کے مطابق عام انسانی رؤیا و خواب تصوّر کرنا درست نہیں صرف لفظ کا اشتراک ہے ورنہ اس کی حقیقت جداگانہ ہے۔

احادیث کی شہادت

تیسرا ثبوت:۔ صحیح بخاری میں اس روحانی سیر کے ضمن میں حضرت مالک بن صعصعہ اپنی روایت میں بیان کرتے ہیں کہ "قال النبی صلعم بینا أنا عند البیت بین النائم والیقظان"۔۔۔ (بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ) یعنی حضور صلعم نے فرمایا کہ "میں کعبے کے پاس نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا" آگے آپؐ نے اس سفر سے متعلق اپنے مشاہدات کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسی حالت میں جو مشاہدات آپؐ نے کئے وہ کشفی اور روحانی رنگ کے تھے نہ کہ ظاہری اور جسمانی۔ چنانچہ اس امر کی تائید مزید چوتھے ثبوت سے بھی ہوتی ہے۔

چوتھا ثبوت:۔ صحیح بخاری میں معراج کی حدیث میں آگے جاکر ذکر ہے کہ آنحضرت صلعم کے سینۂ مبارک کو چاک کرکے فرشتہ نے صاف کیا اور دل کو بھی دھویا اور پھر سونے کی ایک طشتری لائی گئی جس میں ایمان و حکمت تھا۔ وہ آپؐ کے دل میں بھرا گیا۔ (بخاری جلد دوم باب المعراج)

یہ علم و حکمت کا بھرا ہوا طشت بھی اس واقعہ کو کشف ہی ظاہر کرتا ہے۔ ورنہ علم و حکمت اِن آنکھوں سے دیکھنے کی چیزیں نہیں اور ہر عقلمند شخص اس بات کو جانتا ہے کہ علم و حکمت کوئی ایسی ٹھوس اور مادی چیز نہیں جو کسی پلیٹ میں رکھی جا سکے اور نظر آ سکے۔ ہاں رؤیا و کشوف میں ایسا نظارہ مشاہدہ میں آ سکتا ہے۔

پھر یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ جس شخص کا سینہ چاک کرکے دل نکال لیا جاوے کیا وہ ظاہری طور پر زندہ رہ سکتا ہے۔ پس دل کا نکالا جانا۔ اُسے دھویا جانا اور پھر اس میں ایمان و حکمت کا بھرا جانا کیا یہ سب امور اس بات کی شہادت نہیں دیتے کہ یہ ساری باتیں روحانی ہیں اور معراج کا یہ واقعہ کشفی حالت سے ہی تعلق رکھتا ہے؟

پانچواں ثبوت

حدیث شریف میں جہاں معراج کے واقعہ کا ذکر ہے اس کے شروع میں آنحضرت صلعم کے متعلق ایک روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ "وھو نائم فی المسجد الحرام" کہ آپؐ مسجدِ حرام میں سوئے ہوئے تھے اور اس کے بعد سارا واقعہ بیان کرنے کے بعد اِن الفاظ پر روایت کو ختم کیا گیا ہے کہ "فاستیقظ وھو فی المسجد الحرام" یعنی اس معراج کے نظارہ کے بعد آپؐ بیدار ہو گئے۔ درانحالیکہ آپؐ مسجد حرام میں ہی تھے"۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب التوحید باب قولہٗ تعالیٰ و کلّم اللہ موسیٰ تکلیما (مجتبائی صہ۱۱۲۰)

پس یہ الفاظ اس حقیقت کو آشکارا کر رہے ہیں کہ ایسی حالت میں آپؐ کا سفرِ ملکوتی کشفی تھا۔

چھٹا ثبوت

معراج کی حدیث میں یہ ذکر بھی گزر چکا ہے کہ حضرت نبی اکرم صلعم نے فرمایا:۔ "ثمّ ادخلت الجنّۃ فاذا فیھا حبائل اللؤلؤ واذا ترابھا المسک"۔ (صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ) کہ پھر مَیں جنت میں داخل کیا گیا تو دیکھا کہ وہاں موتیوں کی لڑیاں ہیں اور جنت کی مٹی ایسی کہ گویا وہ کستوری کی مانند خوشبودار ہے۔

آپؐ کا جنت میں داخل ہونا اور پھر اسے دیکھ کر واپس آنا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہ ایک کشفی نظارہ تھا۔ اس لئے کہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے کہ "وما ھم منھا بمخرجین" (سورۃ حجر رکوع ۴) یعنی جو جنت میں داخل ہو گیا وہ اس سے باہر نہیں نکالا جائیگا۔ پس یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ واقعہ ایک کشفی نظارہ تھا۔

ساتواں ثبوت

اس بات کا تذکرہ گزر چکا ہے کہ آپؐ نے اسراء میں ایک بڑھیا کو دیکھا، اور حضرت جبرائیل نے آنحضرتؐ کو بتایا کہ یہ بڑھیا جو آپؐ نے دیکھی ہے وہ "دنیا" ہے پس دنیا کو ایک عورت کی شکل میں دیکھنا صاف بتاتا ہے کہ یہ سفر اور یہ نظارے کشفی طور پر تھے۔ ورنہ جبرائیل کو تعبیر کرنے کی کچھ ضرورت نہ تھی۔

آٹھواں ثبوت

اسی طرح اس سفر میں آپؐ نے جو دودھ کا پیالہ لیا تو جبرائیل نے کہا کہ آپؐ نے صحیح فطرت کو پا لیا۔ یہ امر بھی ثابت کرتا ہے کہ یہ ایک روحانی و کشفی نظارہ تھا اسی لئے حضرت جبرائیل دودھ کی بابت تعبیر و تشریح کرتے ہیں ورنہ اس کی تعبیر کی ضرورت ہی کیا تھی۔

نواں ثبوت

حدیث معراج میں یہ مذکور ہے کہ جب آنحضرتؐ کو ہمراہ لے کر حضرت جبرائیل ملکوتی سیر کے لئے آسمان پر گئے تو ہر آسمان کے دروازہ کو دستک دی گئی ـــ اگر یہ واقعہ جسمانی نوعیت کا تھا تو کیا آسمان کوئی ایسی چیز ہے کہ جس کو دروازے لگے ہوئے ہیں اور وہاں دروازہ کھلوانے کے لئے اُسے کھٹکھٹانے کی ضرورت پڑتی ہے؟ سو جادۂ صواب یہی ہے کہ یہ ایک کشفی واقعہ تھا۔

دسواں ثبوت

اسی طرح یہ ذکر گزر چکا ہے کہ حضور نے آسمان پر دو دریا نیل و فرات بھی دیکھے اور یہ بدیہی امر ہے کہ یہ دونو دریا زمین پر بہتے ہیں یعنی نیل مصر میں اور فرات عراق میں اور ان کا منبع بھی زمین پر ہی ہے نہ کہ آسمان پر۔ پس ان کا آسمان پر دیکھنا اس بات کو آشکار کرتا ہے کہ معراج میں یہ سب نظارے کشفی حالت کے ہیں۔ اور مکاشفات میں ایسی صورت انسان کے مشاہدہ میں آ سکتی ہے۔

گیارھواں ثبوت

حدیث معراج میں مختلف آسمانوں پر حضورؐ نے جن انبیاء سے ملاقات کی وہ سب وفات یافتہ ہیں (واضح رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی حضورؐ نے انہی میں وہاں دیکھا اور ان وفات یافتگان انبیاء کے زمرہ میں ہی ان سے بھی ملاقات ہوئی۔ اور یقیناً یہ انبیاء اپنے خاکی جسموں کے ساتھ تو آسمانوں پر موجود نہیں ہوں گے۔

اسی طرح بیت المقدس میں حضور صلعم نے جو دو رکعت نماز پڑھی جس میں تمام انبیاء کرام نے آپؐ کی اقتداء کی یعنی اس نماز میں آنحضرت صلعم ان سب انبیاء کے امام تھے۔

اب یہ امر قرآن و حدیث کے خلاف ہے کہ یہ جملہ فوت شدہ انبیاء پھر دوبارہ اس دنیا میں اپنے خاکی جسموں کے ساتھ واپس آئے ہوں اور بیت المقدس میں آپؐ کے پیچھے انہوں نے نماز پڑھی ہو۔

پس یہ ہر دو امور مذکورہ بالا بھی یہی ظاہر کرتے ہیں کہ معراج و اسراء کے واقعات روحانی اور کشفی رنگ کے تھے۔ اور کشفی حالت میں وفات یافتہ لوگوں سے ملاقات ہو سکتی ہے۔ (باقی)

لیڈر

(بقیہ صہ۲)

کا اثر میری ہی ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواہ تھی مگر اس پر بس نہیں ہوتی اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور خود خدائیتعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصّہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو۔ اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفّرین پر غالب رہوگے) کی سچّی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی مَیں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنّہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ"۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صہ۱۴۲)

حضرت مولانا شمس صاحب کی یادیں

مکرم مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی مبلغ اسلام مقیم گیمبیا

محترم مولانا شمس صاحب ۱۹۱۱ء میں مدرسہ احمدیہ کی پہلی کلاس میں داخلہ لے چکے تھے کہ چند دن بعد مجھے بھی آپ کا ساتھی بننے کا موقعہ ملا۔ اور پھر کچھ دن بعد مکرم مولوی ظہور حسین صاحب فاضل بھی داخل ہوئے۔ مولوی محمد شہزادہ خان صاحب مرحوم فاضل اور مکرم مولانا شمس صاحب کے بڑے بھائی مولوی بشیر احمد صاحب پہلے ہی اس کلاس میں داخل تھے۔ تعداد طلبہ کے لحاظ سے ہماری یہ کلاس بعد میں آنے والی کلاسوں سے بھی سبقت لے گئی اور خدا تعالیٰ کا محض فضل وکرم ہے کہ اس کلاس کے اکثر طلبہ کو کسی نہ کسی رنگ میں سلسلہ کی خدمات بجا لانے کی توفیق عطا ہوئی اس کلاس کے طالب علموں میں سے کٹک کے موجودہ پراونشل امیر مولوی سید محمد احمد صاحب اور ان کے بھائی مولوی عبد السلام صاحب مرحوم۔ بنگال کے مبلغ مولوی ظل الرحمٰن صاحب مرحوم۔ مالابار کے مبلغ مولوی عبد اللہ صاحب فاضل اور ان کے بھائی مولوی محمد مالاباری مرحوم کسی نہ کسی وقت شامل تھے۔ مولوی عنایت اللہ صاحب مرحوم تاجر کتب قادیان۔ مولوی ظفر اسلام صاحب انسپکٹر بیت المال ربوہ۔ ممتاز علی خاں صاحب رام پوری مرحوم قادیان مولوی تاج الدین صاحب استاد متفرق کلاس چوہدری علی محمد صاحب گوکھووال والے (جو ۱۹۲۴ء میں سفر یورپ میں ہم سفر خادم تھے) بھی اسی کلاس کے طلبہ میں سے تھے۔ محترم مولانا شمس صاحبؓ نے جو مدرسہ احمدیہ کی ہر کلاس سے بفضلہ تعالیٰ اچھے نمبروں میں کامیاب ہوتے ہوئے ۱۹۱۹ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا ڈپلوما حاصل کیا۔

مولانا شمس صاحب ابتدائی زمانہ تعلیم میں ہر روز صبح اپنے گاؤں سیکھواں سے پیدل چل کر قادیان آتے۔ مدرسہ بند ہونے پر مسجد اقصیٰ میں سٹڈی کرتے اور مغرب سے قبل گھر پہنچ جاتے۔ کبھی خلیفۃ المسیح الاولؓ کا درس سننے کے بعد قادیان سے روانہ ہوتے اور کبھی اپنے عزیزوں کے گھروں میں رات رہ جاتے۔ یہی سلسلہ قریباً دو سال رہا۔ پھر الحکم سٹریٹ میں مولوی رحمت علی صاحب مبلغ سماٹرا مرحومؓ کے مکان کے ساتھ کا مکان جو کہ تھا دو کمروں والا اول کرایہ پر لیکر پھر اسے خرید کر رہتے رہے۔ آپ کی پھوپھی صاحبہ حضرت مائی کاکو صاحبہؓ خادمہ خاص حضرت ام المومنین علیہا السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ کبھی آپ کی ہمشیرہ صاحبہ آپ کے کھانے کا انتظام کرتیں اور اس مکان میں رہتیں۔ الحکم منزل سے حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظ کے مکان تک تمام مکانات ان دنوں احمدیوں ہی کے تھے۔ حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظ والا مکان مکرم ڈاکٹر فضل کریم صاحب شکرگڑھی نے خرید کر پھر پختہ بنوا کر رہائش کی تھی۔

وقف زندگی

ستمبر ۱۹۱۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خدمت اسلام کے لئے زندگی وقف کرنے کی تحریک فرمائی تو ہائی سکول سے متعلق طلباء اور مدرسہ احمدیہ کے تمام کلاسوں میں سے کثیر تعداد طلبہ اور ہمارے اساتذہ صاحبان اور دوسرے احباب نے بھی اپنے نام پیش کئے۔ حضرت امیر المومنین رضی نے گول کمرے میں سب کو بلا کر تبلیغی ۔۔۔۔۔ میں ۔۔۔۔۔ جو مشکلات پیش آسکتی ہیں بالخصوص وطن سے بے وطن ہونے پر جو تکالیف ہوتی ہیں ان کے متعلق مفصل تقریر فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ تمام واقفین ایک لمبا استخارہ کرکے پھر اپنے نام پیش کریں۔ پھر اکتوبر کے آخر دوبارہ ان لوگوں کو بلا کر (جن کی درخواستیں دوبارہ پہنچ چکی تھیں) کچھ ہدایات فرمائیں۔ جن میں سے ایک اہم ہدایت یہ تھی کہ ہر انسان پر ماں باپ کے حقوق اپنے چھوٹے اور بڑے بھائیوں کے حقوق ہوتے ہیں۔ پس تمام واقفین جو کسی کے سہارے گزارہ کر رہے ہیں اپنے سرپرستوں کو لکھیں کہ وہ استخارہ کرکے آپ لوگوں کو خدمت اسلام کے لئے آزاد کریں۔ جب ہمارے بزرگوں نے استخارہ کرکے اپنی رضامندی ظاہر کی تو دسمبر میں حضور نے تمام واقفین کے تین درجے اور تین نام تجویز فرمائے اول مرابطین جو ہمارے اساتذہ تھے ہماری تعلیم و تربیت کے ذمہ دار تھے۔ دوئم مجاہدین جو تبلیغ یا سلسلہ کی دوسری خدمات میں مصروف عمل تھے۔ سوئم "منتظرین" طلبہ مدرسہ احمدیہ اور طلبہ ہائی اسکول میں حکم دیا گیا۔ کہ جوں جوں تعلیم کا کوئی مرحلہ ختم ہوتا جائے اطلاع دی جائے تو پھر خدمت سلسلہ کا کوئی کام تجویز ہوگا۔

مولوی ظل الرحمٰن صاحب مبلغ بنگال ان دنوں قادیان آئے ہوئے تھے اور حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحومؓ سے کچھ درس لیتے رہتے تھے وہ بھی اسی تحریک میں شامل ہو گئے۔ پھر واپس جا کر ۱۹۲۰ء میں ہمارے ساتھ تین سالہ کورس میں شامل ہو گئے۔

تبلیغ و تصنیف کا آغاز

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنی خلافت سے قبل مدرسہ کے منتظم اعلیٰ تھے۔ آپ چھٹیوں کے زمانہ میں طلبہ کے گھروں کو جاتے وقت بالخصوص اس امر کی تلقین فرماتے کہ گھروں میں جا کر اردگرد کے دیہات کا دورہ کرنا چاہیئے اور کلمہ حق کی تبلیغ کرنی چاہیئے۔ چھٹیوں سے واپس آنے پر اساتذہ بڑی کلاس کے طالب علموں کو چھٹیوں کے واقعات سنانے کا بھی موقعہ دیتے۔ تاکہ دوسروں کو بھی شوق پیدا ہو۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۱۶ء میں مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے اپنے شکرگڑھ کے دورے کا حال سنایا۔ تو بتایا کہ وہاں ایک دیہاتی ملاں نے قرآن کریم میں واتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا میں واؤ اپنی قلم سے لکھ کر یہ مشہور عام کیا ہوا تھا کہ قرآن کریم میں امام ابو حنیفہ کی اتباع کا حکم ہے۔ ملحقہ دیہات میں اس طرح دورہ کرنے کے نتیجہ میں کسی مولوی سے گفتگو کا موقعہ ملنا جو ہم لوگوں کے مناظرہ کا فن سیکھنے کا موجب ہوتا۔ ایسے مکالمے اور ایسے تبادلہ خیالات ۱۹۱۶ء کی چھٹیوں سے ہی ہماری کلاس کے شروع ہوئے ۱۹۱۷ء میں تو پھر رپورٹیں بھی اخبارات میں شائع ہونے لگیں۔ اس سلسلہ میں محترم مولوی جلال الدین شمسؓ کا مناظرہ بیکھووال پہلی دفعہ منظر عام پر آیا۔ موضع بیکھووال میں ان کے کچھ اعزہ رہتے تھے۔ ۱۹۳۰ء میں جب میں گھوڑی پر سوار بیکھووال کے راستہ قادیان سے بدوملہی گیا اور وہاں ایک رات رہا۔ تو ان کے اعزہ نے مجھے وہ بڑھ دکھایا جس کے نیچے وہ مناظرے ہوتے تھے۔ ایک آریہ سے اور ایک مولوی صاحب سے۔

مضامین لکھنے کی ابتداء بھی ۱۹۱۸ء سے ہوئی۔ جو ۱۹۱۹ء میں جلد ہی ترقی پا گئی۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۹۱۹ء میں نظارتوں کا قیام فرمایا۔ تو شمس صاحب موصوف کو تالیف و اشاعت کی نظارت میں کام کرنے کا موقعہ ملا۔ ان دنوں مولوی فضل الدین صاحب وکیل بھی بعض کتب کی تصنیف میں مصروف تھے اور ہمارے شفیق استاد حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب بھی۔ اور شمس صاحب کو ان دنوں بزرگوں کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ ملا۔ بالخصوص زیادہ اصلاح بلکہ جوابی مضامین کی تحریک زیادہ تر حضرت قاضی اکمل صاحب کی طرف سے ہوتی رہی۔ اسی ربط ضبط اور زیادہ تر ہم نشینی کے باعث مولوی شمس صاحب مرحوم میں خوشگوئی کا ملکہ بھی پیدا ہوا۔ اور آپ کی اپنی کیفیت وابو اشار "تشحیذ الاذہان اور اخبار فاروق کے مضامین میں ناظرین کے سامنے آنے لگی۔

استاد کے بعد شاگرد

یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس تھوڑے سے عرصہ کی استادی شاگردی کے ۴۸ سال بعد اب دونوں کی روانگی لبوئے فردوس بھی یکے بعد دیگرے آئی ابھی حضرت قاضی صاحب اکمل کی وفات کا صدمہ جماعت میں تازہ ہی تھا کہ محترم مولوی شمس صاحبؓ کی وفات حسرت آیات نے اس غم کو تازہ کر دیا۔

مبلغین کی پہلی کلاس

۱۹۲۰ء کے جون میں جب "کلاس مبلغین" جاری ہوئی اور جملہ علوم کے لئے حضرت استاذی المکرم حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم رضی معلم دینیات و ناظم خاص مقرر ہوئے اور فلسفہ و منطق کے لئے حضرت استاذ الاساتذہ مولانا محمد سرور شاہ صاحب فاضل مقرر ہوئے تو محترم شمس صاحب کو اس میں شامل کیا گیا۔ کچھ ماہ بعد حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب بھی اس کلاس کے طلبہ کی برکت کا باعث ہوئے۔ آپ کے علاوہ دوسرے طلبہ میں خاکسار غلام احمد بدوملہوی مولانا ظہور حسین صاحب فاضل۔ مولوی محمد شہزادہ خاں صاحب مرحوم مولوی ظل الرحمٰن صاحب مرحوم تھے۔

۱۹۲۰ء ہی حضرت حافظ صاحب بعض اوقات اپنے تبلیغی سفروں میں ہم سے کبھی ایک کبھی دو کو کبھی تین کو اپنے ساتھ لے جاتے اور اپنی رہنمائی میں تقریریں کرنے مناظرہ کرنے کی مشق کراتے کبھی کسی مناظرہ کے لئے ایک دو کو بھجوا دیتے۔ چنانچہ اسی سال ۱۹۲۰ء میں مولوی شمس صاحبؓ کے دو مشہور مباحثے ہوئے ایک مباحثہ عالم پور کوٹلہ (ریاست پٹیالہ) میں بھی ساتھ تھا۔ اور دوسرا مباحثہ سادھوکے مشہور ہیں۔ اسکے بعد ۱۹۲۱ء اور پھر ۱۹۲۲ء میں یہ بند اور کھل گیا۔ آخر فروری ۱۹۲۳ء میں مباحثہ جلال پور جٹاں آخری یادگاری مباحثہ تھا۔ جس میں حضرت حافظ صاحبؓ مناظر تھے اور آپ کے پرچہ جات مولوی شمس صاحب پڑھتے تھے اور خاکسار غلام احمد بدوملہوی اور مولوی ظہور حسین صاحب حوالجات پیش کرتے تھے۔

مارچ ۱۹۲۳ء میں آریہ سماج کی طرف سے شدھی کا فتنہ کھڑا کر دئے جانے کی وجہ سے اس کلاس کو ختم کر دیا گیا اور مولانا شمس صاحب کو آگرہ میں، مولانا ظہور حسین صاحب فاضل کو ضلع جموں میں، خاکسار غلام احمد بدوملہوی کو تحصیل شکرگڑھ میں اور مولوی ظل الرحمان صاحب کو اول آگرہ پھر بنگال میں مولوی محمد شہزادہ خاں صاحب کو صوبہ سرحد میں تبلیغی کام سپرد کیا گیا۔

(آگے صفحہ ۶ پر دیکھیں)

تحریک جدید کے نئے سال کے متعلق چند ضروری گذارشات

تحریک جدید کے سال ۳۳/۲۳ کا اعلان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے امسال انصار اللہ کے اجتماع پر مورخہ ۲۸ اکتوبر کو فرمادیا ہے۔ جو الفضل کے ذریعہ تمام جماعتوں تک پہنچ چکا ہوگا اور سب جماعتیں جملہ افراد کے وعدے بھجوانے میں مصروف ہوں گی۔ اس سال اس امر کا خاص خیال رہے کہ ہر ایک احمدی سے اس کی ماہوار آمد کا ۱/۵ حصہ تحریک جدید میں وصول کیا جائے تا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد پورا ہو۔ اور وعدے ۲۵ لاکھ روپے تک پہنچ جائیں۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل امور کو بھی مدنظر رکھا جائے:

(۱) ۳۱ دسمبر ۱۹۶۶ء سے پہلے پہلے جماعت کے ہر فرد کا وعدہ مرکز میں پہنچ جائے۔

(۲) بچوں کی طرف سے بھی وعدے بھجوائے جائیں کہ یہ ان کی تربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔

(۳) ہر وعدہ فرد کی حیثیت کے مطابق نمایاں اضافہ کے ساتھ ہو۔

(۴) اپنے مرحوم بزرگوں کو ایصال ثواب کے لئے مرحومین کی طرف سے بھی وعدے پیش کئے جائیں جیسا کہ ہمارے مقدس امام نے نمونہ قائم فرمایا ہے۔

(قائمقام وکیل المال اول تحریک جدید)

قائدین خدام الاحمدیہ متوجہ ہوں

نیا سال - نیا عزم

آپ کو معلوم ہے کہ ہمارا نیا سال یکم نومبر سے شروع ہو چکا ہے۔ نئے سال کو نئے عزم اور کوشش کے ساتھ شروع کریں تمام قائدین سے درخواست ہے۔ کہ

۱۔ ماہ نومبر کا چندہ ۲۰ نومبر تک مرکز میں بھجوا دیں۔

۲۔ جن مجالس نے ابھی تک سال ۶۷-۱۹۶۶ء کے بجٹ تشخیص کر کے نہیں بھجوائے وہ جلد سے جلد بجٹ تشخیص کر کے بھجوائیں۔

۳۔ کوئی خادم ایسا نہ رہے۔ جس کو آپ نے بجٹ میں شامل نہ کیا ہو۔

۴۔ چندہ اجتماع اور گذشتہ سال کا بقایا جن خدام سے واجب الوصول ہے۔ وہ وصول کر کے مرکز میں بھجوا دیں۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

لجنات اماء اللہ اور خدمتِ خلق

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے زیر انتظام ایک شعبہ "خدمتِ خلق" قائم ہے۔ اس شعبہ کے ماتحت تمام لجنات سے درخواست ہے کہ سردی کا موسم شروع ہے۔ صاحبِ استطاعت بہنیں مستحق بہنوں اور بچوں کے لئے گرم بستر و پارچات بھجوا کر شکریہ کا موقع دیں۔

(مریم صدیقہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

دعائے مغفرت

میرے خالو میاں عنایت اللہ صاحب ساکن محلہ دار النصر شرقی ربوہ مورخہ ۶۶/۱۱/۷ کو صبح سات بجے کے قریب ایک حادثہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرماوے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔ نیز پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔

(خاکسار: بشیر احمد کارکن دفتر ناظر اعلیٰ)

(بقیہ صفحہ ۵)

شمس صاحب مرحوم نڈر، حلیم۔ بردبار طبیعت کے مالک تھے۔ اتنا لمبا عرصہ ساتھ رہنے، ہم کلاس و ہم سکول اپنے مناظرات میں ساتھ شامل ہونے کے لمبے تجربہ میں میں نے انہیں ہمیشہ ہی ایسا پایا لڑائی جھگڑے سے انہیں شدید نفرت تھی۔ مناظرات میں مخالف کے نامناسب انداز اور بیہودہ مزاق و تمسخر کو طرح دے جاتے۔ حالانکہ جوان عمر تھے۔ شعر گوئی بھی کر لیتے تھے۔ خوب جواب دے سکتے تھے۔ اپنے بعض ساتھیوں کو ترکی بترکی مخالفوں کا منہ بند کرتے دیکھتے بھی تھے۔ مگر خود کبھی یہ انداز نہ برتتے تھے۔ صرف سوال و جواب اور حوالجات دینے پر اکتفا کرتے۔ مباحثہ عالم پور کوٹلہ اور میدان شدھی میں ۱۹۲۳ء کے بعض مناظروں میں میں نے یہ بات بھی خاص طور پر دیکھی کہ میدان مناظرہ سے واپسی پر جب ساتھ کے دوست خوش ہو رہے تھے یا فتح کی خوشی میں مخالف کی کسی لایعنی بات پر ہنسی کر رہے تھے۔ آپ کی زبان سے میں نے ہمیشہ الحمد للہ الحمد للہ ہی سنا جو ہلکی آواز سے آپ چلتے چلتے کہہ رہے ہوتے۔ ایک خاص بات جو ان دنوں تبلیغی شعروں میں ہی نے بعض تعلقات سا تھ ہونے یا قادیان میں اکٹھا ہونے وقت دیکھی۔ ۱۹۲۵ء سے قبل یاد یہ تھی کہ مرحوم کے ہاتھ میں ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء اور علماء سلسلہ کی تصنیفات میں سے کوئی نہ کوئی تصنیف ہوتی تھی۔ جس سے آپ نوٹ لیتے اور ایک موٹی سی کاپی میں لکھتے رہتے اور مضمون لکھنے وقت یا مناظرہ سے قبل اسی سے نوٹ لیتے۔ شمس صاحب مرحوم کو خدا تعالیٰ نے بہت بلند مقام عطا کیا اور دلی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کی روح کو جنت الفردوس میں اور بھی بلند مقام عطا فرماتے۔ (آمین) آپ اپنے ساتھیوں کو نہ بھولتے۔ جب کبھی موقعہ ملا آپ نے ساتھیوں میں سے کسی کے ساتھ جو ہمدردی خیر خواہی ہو سکتی تھی ہم آسے بجا لانے میں فرق نہ کیا۔ کسی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوا تو اس کے گھر پہنچ کر یا پاس بلا کر اس کی خیر خواہی کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اخروی نعماء سے مالا مال فرمادے۔ آمین۔

رسالہ تشحیذ الاذہان کی اعانت

مکرم محترم میاں محمد اسحاق صاحب ڈھاکہ کی طرف سے رسالہ تشحیذ الاذہان کی اعانت کے طور پر مبلغ ۲۰۰/- روپیہ موصول ہوا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص میں برکت دے اور ان کو اور ان کے اہل و عیال کو دین و دنیا کی نعمتوں سے مالامال فرمادے۔ آمین

(مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

درخواست ہائے دعا

۱۔ عزیزم حامد جمشید چند یوم سے گلے اور منہ میں چھالے اور تیز بخار ہونے کے سبب سخت علیل ہے۔ حالت تشویشناک ہے۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے۔ (شیخ محمد بشیر آزاد انبالوی لاسنہ کی مربد کے)

۲۔ میرے ماموں لاکھپور میں سخت بیمار ہے۔ جملہ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔ (محمد شفیع از لاہور)

۳۔ محترم مرزا نذیر علی صاحب قادیانی صحابی کئی روز سے بعارضہ کمزوری تحفہ و بعارضہ خونی پیچش بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرماویں۔ (مسعود احمد سوہاوی الفضل)

۴۔ خاکسار چند پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں ان کے دور ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (محمد مظفر علی از کراچی)

۵۔ خاکسار کی چھوٹی بہن چھت سے گرنے کی وجہ سے سخت زخمی ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے ہم سب بہت پریشان ہیں۔ تمام بہنوں اور بھائیوں سے اس کی صحت کے لئے درخواست دعا ہے۔ (خاکسارہ فوزیہ میرو زیر آباد)

۶۔ ملک محمد فیروز خان صاحب کے خلاف ایک مقدمہ در پیش ہے۔ احباب سے ان کی باعزت بریت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ایم محمد نذیر بھکر منڈی۔ ضلع میانوالی)

پاکستان ویسٹرن ریلوے

ریلوے میں بلاک ٹیلی مکینکس کی ۱۴ اسامیوں کے لئے مجوزہ فارم پر (جو قریبی کسی بڑے اسٹیشن سے ۱/- ادا کر کے حاصل کی جا سکتی ہے) درخواست معرفت قریبی ریپلائمنٹ ایکسچینج ۶۶/۱۲/۲۳ تا بنام ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ (پرسانل) ایمپریس روڈ لاہور۔ قابلیت کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن نیز مندرجہ ذیل کورسز میں سے کسی ایک میں ڈپلومہ

۱۔ ریڈیو یا الیکٹرک مکینیکل کورس از گورنمنٹ سکول آف ٹیکنالوجی لاہور

۲۔ الیکٹریشن کورس از سکول آف الیکٹریشنز لاہور

۳۔ " از سکول گلبرگ لاہور

۴۔ ریڈیو " از دی ایم سی اے لاہور

ایف ایس سی نان میڈیکل بغیر کسی مزید ٹریننگ کے بھی درخواست دے سکتے ہیں

عمر ۶۶/۱۲/۳۱ کو ۱۸ تا ۲۵ سال

(ناظر تعلیم)

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

عمان ۱۵ نومبر۔ صدر ایوب نے کہا ہے کہ اسرائیل کا وجود انسانیت، عرب ممالک اور تمام عالم اسلام سے غداری کے مترادف ہے۔ اور جب تک اسرائیل قائم رہے گا اس علاقہ میں کشیدگی ختم نہیں ہو سکے گی انہوں نے یہ بھی کہا کہ اردن کو پاکستان کی مکمل حمایت حاصل ہے اور ہم اسے ہر قسم کی امداد دینے کو تیار ہیں۔ وہ کل عمان میں ایک استقبالیہ دعوت میں تقریر کر رہے تھے جو ان کے اعزاز میں شہریوں کی طرف سے دی گئی تھی۔

صدر ایوب نے کہا کہ کشمیر کی طرح فلسطین کا مسئلہ بھی سارے عالم اسلام کے لئے خطرہ کی حیثیت رکھتا ہے اور جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا اس علاقہ میں امن قائم نہیں ہو سکے گا۔ انہوں نے کشمیر کی جنگ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس موقعہ پر اردن نے ہماری جو مدد کی ہم اس کے لئے شاہ حسین اور اردن کے عوام کے شکر گزار ہیں۔ انہوں نے یقین دلایا کہ اسرائیل کے مقابلہ میں پاکستان کی ہمدردیاں اردن کے ساتھ ہیں اور اسے ہماری پوری پوری حمایت حاصل ہے۔

دعوت میں شاہ حسین نے صدر کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ صدر ایوب مسلمانوں کے ممتاز رہنما ہیں اور ان کی قیادت کے نتیجہ میں پاکستان نے عالمی برادری میں نمایاں حیثیت حاصل کر لی ہے انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کا کوئی بھی مسئلہ ہو صدر ایوب خان اس میں پیش پیش رہتے ہیں۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں اسرائیل کے خلاف ہماری جو حمایت کی ہے ہم اس کے لئے ان کے شکر گزار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان نے اردن کے بارے میں جو رویہ اختیار کیا ہے وہ خلوص بھائی چارہ اور اخوت کی بہترین مثال ہے۔ شاہ حسین نے صدر ایوب کے دورہ اردن کو تاریخی واقعہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ اردن میں ان کی آمد عالم اسلام کے اتحاد کے لئے سنگ میل ثابت ہو گی۔

● کراچی ۱۵ نومبر۔ اردن کے شاہ حسین نے کل صدر ایوب کو اردن کی فوج میں مارشل کا عہدہ اور ملک کا سب سے بڑا شہری اعزاز نشان حسین ابن علی پیش کیا۔ ریڈیو عمان کے مطابق صدر ایوب کو یہ اعزازات فلسطین کے مسئلے پر اردن کی سرگرم حمایت اور دونوں ملکوں کے درمیان دوستی اور اخوت بڑھانے کے سلسلے میں غیر معمولی اقدامات کے اعتراف کے طور پر دیئے گئے۔

● عمان ۱۵ نومبر۔ تازہ اطلاعات کے مطابق اسرائیل نے شام پر بھی حملہ کر دیا ہے اور اب اردن اور شام دونوں کی سرحد پر لڑائی ہو رہی ہے اگرچہ اقوام متحدہ کے مبصر کئی بار جنگ بندی کرا چکے ہیں لیکن وقفہ وقفہ سے دونوں ملکوں کی سرحدوں پر پرسوں شام ۷ بجے سے کل دن کے ۱۱ بجے تک خونریز جھڑپیں ہوتی رہیں۔ اس لڑائی میں فریقین کے متعدد افراد ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں اس دوران اردن میں ہنگامی صورت حال کے اعلان کے بعد ریزرو فوجیوں کو ڈیوٹی پر طلب کر لیا گیا ہے اور دوسرے عرب ممالک میں بھی فوجوں کو تیار رہنے کا حکم دے دیا ہے۔ عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل مسٹر عبدالخالق حسونہ نے اعلان کیا ہے کہ اردن پر حملہ پورے عالم عرب پر حملہ ہے اور ہم اس کا متحدہ طور پر مقابلہ کریں گے۔

● عمان ۱۵ نومبر۔ شام کے صدر العطاشی نے پاکستان اور پاکستانی عوام کے لئے اپنی اور شامی عوام کی جانب سے دوستی اور خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے یہ بات صدر ایوب کے ایک پیغام کے جواب میں کہی جو انہوں نے صدر شام کو اس وقت بھیجا تھا جب ان کا طیارہ شام کی فضائی حدود سے گزر رہا تھا۔

● راولپنڈی ۱۵ نومبر۔ راولپنڈی کے عوامی نمائندوں نے اردن پر اسرائیل کے مکارانہ حملہ کی شدید مذمت کی ہے اور شاہ حسین اور اردن کے عوام ان کی پوری پوری مدد کریں گے۔

راولپنڈی سے قومی اسمبلی کے رکن سید اصغر شاہ، ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کے سابق سیکرٹری مسٹر مسعود ملک اور یونین کمیٹی کے چیئرمین سردار محمد عمر خان نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ اسرائیل کے خلاف اردن کی حمایت کرنا پاکستانی عوام کا مذہبی فریضہ ہے۔

● منٹگمری ۱۵ نومبر۔ گورنر مغربی پاکستان مسٹر محمد موسےٰ نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ منٹگمری کا نام سرکاری طور پر ساہیوال ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ بنیادی جمہوری اداروں کے ارکان کو پاکستان کی ترقی و خوشحالی میں اہم کردار ادا کرنا ہے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ دیہی عوام کو غلاظت اور بیماری سے نجات دلانے کے لئے صحت و صفائی کے اصولوں سے روشناس کرائیں۔ اور معاشرے کی اصلاح کے لئے سماجی برائیوں کے خاتمہ کے لئے جدوجہد کریں۔ وہ جشن صد سالہ ساہیوال کے موقعہ پر صدارتی تقریر کر رہے تھے۔

● رحیم یار خان ۱۵ نومبر:- صوبائی وزیر آب پاشی مخدوم حمید الدین نے بتایا ہے کہ صوبائی گورنر مسٹر محمد موسےٰ صوبے کا وسیع دورہ کریں گے تاکہ وہ عوام کے مسائل کے بارے میں براہ راست اور ذاتی طور پر آگاہی حاصل کر سکیں۔

پاکستان ویسٹرن ریلوے

درخواستیں مطلوب ہیں

پاکستان ویسٹرن ریلوے میں بوائے فائرمین گریڈ III کی ساٹھ ۶۰ آسامیاں پر کرنے کے لئے مغربی پاکستان کی شہریت رکھنے والے امیدواروں کی درخواستیں ۱۵ دسمبر ۱۹۶۶ء تک مطلوب ہیں۔ ان آسامیوں میں سے ۳۳ فیصد ریلوے ملازمین (زیر ملازمت، ریٹائرڈ یا مستوفی) کے بیٹوں، پوتوں، نواسوں، اور زیر کفالت یتیم بھائیوں کے لئے قطعی مخصوص ہیں نتائج کا ڈویژن کے حساب سے اعلان ہونے کی صورت میں

قابلیت اور اہلیت:- سیکنڈ ڈویژن میں میٹرک پاس (قبائلی علاقوں کے امیدواروں اور مذکورہ بالا پیراگراف نمبر ا میں بیان کردہ ریلوے ملازمین کے بیٹوں وغیرہ کے لئے تھرڈ ڈویژن کی رعایت) یا جونیئر کیمبرج پاس امیدوار کلاس A-I کے معیار کے مطابق طبی اعتبار سے پورے طور پر صحت یاب ہوں۔ قد کم از کم ۵ فٹ ۵ انچ، چھاتی پوری طرح پھلانے کے بعد ۳۲½ انچ۔ چھاتی کا پھیلاؤ ۲ انچ اور وزن ۱۱۵ پونڈ۔

عمر:- ۱۵ دسمبر ۱۹۶۶ء کو امیدواروں کا ۱۶ برس کی عمر کو پہنچ جانا ضروری ہے نیز عمر ۲۰ سال کی مقررہ حد سے متجاوز نہ ہو

تنخواہ:- تربیت کا عرصہ تین سال ہے جس کے دوران زیر تربیت افراد کو یکصد روپیہ ماہوار وظیفہ دیا جائے گا۔ تربیت کی کامیاب تکمیل پر اگر انہیں ملازمت میں رکھا گیا تو وہ فائرمین گریڈ III کی حیثیت سے ۱۲۰-۵-۱۱۰ روپے کے سکیل (کنسولیڈیٹڈ) میں ۱۱۰/- روپے ماہوار کے مشاہرہ پر تقرری کے اہل سمجھے جائیں گے۔

درخواستوں کی پیشی:- درخواستیں مجوزہ فارم پر دینی ہوں گی جو ایک روپیہ میں پاکستان ویسٹرن ریلوے کے تمام بڑے سٹیشنوں سے مل سکتا ہے۔ درخواستیں فارم پر مطبوعہ ہدایت کے مطابق باقاعدہ طور پر پُر کی ہوں گی۔ اور ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ (پرسانل) پاکستان ویسٹرن ریلوے لاہور ڈویژن لاہور کو ۱۵ دسمبر ۱۹۶۶ء تک نزدیک ترین دفتر روزگار کی وساطت سے موصول ہو جانی چاہئیں۔ درخواستوں میں مندرج کوائف کے ثبوت میں اسناد کی مصدقہ نقول درخواستوں کے ساتھ منسلک ہونی چاہئیں نیز متعلقہ ضلع کے کسی گزیٹڈ افسر کے مجسٹریٹ سے حاصل شدہ جائے سکونت کا سرٹیفکیٹ جس میں متعلقہ ضلع میں مستقل سکونت کی تصدیق کی گئی ہو درخواست کے ساتھ منسلک ہونا چاہیئے۔ پسماندہ علاقوں، زیر تحفظ علاقوں، قبائلی علاقوں اور ریاستوں کے امیدوار جائے سکونت کا سرٹیفکیٹ پولیٹیکل ایجنٹ یا ڈپٹی کمشنر سے حاصل کر کے بھیجیں اور آزاد کشمیر کے امیدوار یہ سرٹیفکیٹ وزارت امور کشمیر حکومت پاکستان سے حاصل کریں۔

خاص مراعات:- پسماندہ علاقوں، زیر تحفظ علاقوں، قبائلی علاقوں اور ریاستی علاقوں کے امیدواروں کو درخواست کے فارم کی قیمت ایک روپے کے بجائے صرف ۲۵ پیسے دینی ہو گی۔ اور عمر کی میعاد میں تین سال کی رعایت دی جائے گی۔

ایس انتصار حسین (ڈپٹی چیف پرسانل) 3/70 (ل) ۱۹۶۶

wah

بلند پایہ تربیتی ماہنامہ انصار اللہ ہر احمدی گھرانے میں پہنچنا چاہیئے، سالانہ چندہ صرف ۶/- روپے (زعامت انصار اللہ ربوہ)

تعلیم الاسلام کالج کی مثالی ترقی اس امر کی آئینہ دار ہے کہ عزم صمیم اور یقین محکم کی بدولت ہر بڑی سے بڑی مشکل پر قابو پایا جا سکتا ہے

یہ درسگاہ جس طریق پر علمی و ادبی خدمات سرانجام دے رہی ہے اس کے لئے ادارہ کے منتظمین اور اساتذہ قابل مبارکباد ہیں

بزم اردو تعلیم الاسلام کالج کی افتتاحی تقریب میں کمشنر سرگودھا ڈویژن جناب شیخ محمد حسین کی تقریر

ربوہ — کمشنر سرگودھا ڈویژن جناب شیخ محمد حسین ٹی کیو اے، سی ایس پی، نے مورخہ ۱۴ نومبر کو بزم اردو تعلیم الاسلام کالج کی سال نو کی افتتاحی تقریب میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے تقریر کرتے ہوئے مشکلات اور نامساعد حالات کے باوجود مثالی ترقی حاصل کرنے اور قابل قدر علمی و ادبی خدمات سرانجام دینے پر تعلیم الاسلام کالج کو نہایت شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ آپ نے فرمایا تعلیم الاسلام کالج ایک مثالی ادارہ کی حیثیت سے اس امر کا آئینہ دار ہے کہ اگر عزم صمیم اور یقین محکم سے کام لیا جائے تو ہر بڑی سے بڑی مشکل پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ آپ نے کالج کے شاندار نتائج، کھیلوں کے اعلےٰ معیار اور علمی و ادبی خدمات پر مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا قدم قدم پہ رکاوٹوں اور مشکلات کے باوجود یہ درس گاہ جس طریق پر علمی و ادبی خدمات سرانجام دے رہی ہے اس کے لئے اس ادارہ کے جملہ اراکین و اساتذہ قابل مبارکباد ہیں نیز میں کالج کے شاندار نتائج اور کھیلوں کے اعلےٰ معیار پر بھی آپ سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ محترم کمشنر صاحب نے کالج کے طلبہ کے بلند حوصلے، نظم و ضبط اور صبر و شکر کے جذبہ کی بھی تعریف کی اور ان کے عمل و کردار کو دیگر درسگاہوں کے طلبہ کے لئے قابل تقلید قرار دیا۔

افتتاحی تقریب کا آغاز

محترم کمشنر صاحب سرگودھا سے تشریف لانے کے بعد پونے پانچ بجے شام تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے (کینٹب) کی معیت میں کالج ہال میں تشریف لائے۔ طلبہ ممبران اسٹاف اور جملہ مہمانوں نے احتراماً کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کیا۔ آپ کے کرسی صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد بزم اردو کی افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو کالج کے طالب علم حافظ محمود سلطان نے کی۔ بعدہٗ طاہر عارف نے تلاوت کردہ آیات کا اردو ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں بزم اردو کے نگران محترم پروفیسر ناصر احمد صاحب پرواز ی ایم اے نے ایڈریس پیش کرتے ہوئے محترم کمشنر صاحب کو بزم اردو کی طرف سے خوش آمدید کہا۔ آپ نے تعلیم الاسلام کالج کی مختصر تاریخ بیان کرتے ہوئے ان مشکلات اور نامساعد حالات پر بھی روشنی ڈالی جن میں سے قیام پاکستان کے بعد اس ادارہ کو گزرنا پڑا۔ پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں کالج کی مثالی ترقی شاندار نتائج کھیلوں کے اعلےٰ معیار اور علمی و ادبی خدمات کا بھی اختصار سے ذکر کیا۔ اور آخر میں آپ سے افتتاحی خطاب ارشاد فرمانے کی درخواست کی۔

محترم کمشنر صاحب کا خطاب

محترم کمشنر صاحب نے اساتذہ و طلبہ اور جملہ حاضرین سے خطاب کرنے سے پہلے محترم قاضی محمد اسلم صاحب (پرنسپل موصوف کی شاگردی کا کمشنر صاحب کو فخر حاصل ہے) اور بزم اردو کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ملاقات اور تبادلۂ خیالات کا موقع فراہم کیا پھر کالج کی مقامی ترقی اور قابل قدر علمی و ادبی خدمات پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"ناصر احمد پرواز ی صاحب نے تعلیم الاسلام کالج کی جن مشکلات اور دشواریوں کا تذکرہ فرمایا ہے اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اگر عزم صمیم اور یقین محکم سے کام لیا جائے تو ہر بڑی سے بڑی مشکل پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ قدم قدم پر رکاوٹوں اور مشکلات کے باوجود یہ درسگاہ جس طریق پر علمی و ادبی خدمات سرانجام دے رہی ہے اس کے لئے اس ادارہ کے جملہ اراکین و اساتذہ قابل مبارکباد ہیں کالج کے شاندار نتائج اور کھیلوں کے اعلےٰ معیار پر بھی میں آپ سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔"

تعلیم الاسلام کالج کی ایک اور بہت بڑی خوبی کو سراہتے ہوئے محترم کمشنر صاحب نے فرمایا:۔

"ذہانت و فراست کسی خاص طبقہ کی میراث نہیں ہے طلبہ خواہ طبقہ امراء سے تعلق رکھتے ہوں یا طبقہ غرباء سے سب کی قابلیت اور ذہانت خداداد ہوتی ہے البتہ امراء کے بچوں کو ہر قسم کی تعلیمی سہولتیں میسر ہوتی ہیں اور وہ علمی لحاظ سے ترقی کر جاتے ہیں برخلاف اس کے غرباء کے بچے قابلیت اور ذہانت رکھنے کے باوجود تعلیم کے بھاری اخراجات کے متحمل نہ ہونے کے باعث ترقی کی دوڑ میں ان سے پیچھے رہ جاتے ہیں اور ان کی صلاحیتیں گھٹ کر رہ جاتی ہیں مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ یہ ادارہ غریب اور نادار طلبہ کا خاص خیال رکھتا ہے اور غریب والدین کے بچوں کو نہایت کم پیسوں پر تعلیمی اور اقامتی سہولتیں بہم پہنچا رہا ہے قلیل معاوضہ پر طلبہ کی خوراک کا بندوبست بھی ہے جس کے لئے کالج کی انتظامیہ بجا طور پر فخر کر سکتی ہے دیگر تعلیمی اداروں کو بھی اس تجربہ سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر نادار طلبہ کی زیادہ سے زیادہ امداد کرنی چاہیئے۔"

اپنے خطاب کے دوران محترم کمشنر صاحب نے تعلیم الاسلام کالج کے طلبہ کے بلند حوصلے نظم و ضبط اور صبر و شکر کے جذبات کی بھی تعریف کی آپ نے فرمایا "میرے لئے یہ امر انتہائی مسرت کا باعث ہے کہ تعلیم الاسلام کالج کے طلبہ حصول علم کے لئے کسی قسم کی تکلیف کو خاطر میں نہیں لاتے اور نہایت نظم و ضبط اور صبر و شکر کے ساتھ اس مقدس فریضہ کی تکمیل میں لگے رہتے ہیں۔ ان کا یہ عمل دیگر درسگاہوں کے لئے قابل تقلید ہے۔" آپ نے طلبہ کو زریں اور بیش قیمت نصائح کرتے ہوئے فرمایا "اپنی پوری توجہ حصول تعلیم کے لئے وقف رکھیں اپنی زندگی زیادہ سے زیادہ سادہ طریق پر گزاریں اور زمانہ جس تیز رفتاری سے ترقی پذیر ہے اس سے پیچھے نہ رہیں۔ اپنے آپ کو دور حاضرہ کے حالات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں اور کوئی ایسا فعل آپ سے سرزد نہ ہو جس سے پاکستان کے وقار کو صدمہ پہنچے۔"

آخر میں آپ نے اردو زبان کو زیادہ سے زیادہ ترقی دینے کی اہمیت کا ذکر کرنے کے علاوہ اس ضمن میں بزم اردو تعلیم الاسلام کالج کی مساعی اور خدمات کو سراہا آپ نے فرمایا "اس کالج کی ادبی سرگرمیاں بھی قابل ستائش ہیں کالج کی بزم اردو بڑی تندہی سے اردو ادب کی خدمت کر رہی ہے مجھے قوی امید ہے کہ بزم اردو کا وجود اردو زبان کی ترقی اور ترویج میں بے حد ممد و معاون ثابت ہوگا۔"

آپ نے بزم اردو کے نئے عہدیداروں کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں مبارکباد پیش کی آپ نے انہیں باور کرایا کہ اس بزم کے عہدے قبول کرنے کے بعد اردو کی خدمت کے ضمن میں ان پر اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے آپ نے اس توقع کا اظہار کیا کہ نئے عہدیدار بزم کے سابقہ وقار میں اضافہ کریں گے اور اپنی مساعی جمیلہ سے قومی زبان کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیں گے۔

نئے عہدیداروں کی مسند نشینی

محترم کمشنر صاحب نے اپنے خطاب کے اختتام پر بزم اردو کے نئے صدر جناب انور احمد باہری کو اسٹیج پر آنے اور کرسی صدارت پر بیٹھ کر افتتاحی تقریب کی بقیہ کارروائی انجام دینے کی ہدایت فرمائی چنانچہ نئے صدر کے تشریف لانے پر جملہ حاضرین نے احتراماً کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا۔ نئے صدر بزم کے نئے سیکرٹری منور احمد صاحب انیس کو اسٹیج پر آ کر ان کا ہاتھ بٹانے کے لئے کہا اور پھر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ اور ان کے رفقائے کار بزم کے وقار کو بلند سے بلند تر کرنے اور اردو کو فروغ دینے کی پوری کوشش کریں گے — نئے صدر کے خطاب کے بعد بزم اردو کی افتتاحی تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔